قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

جمعرات 2 جنوری 2020ء | 6 جمادی الاوّل 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 2

ارشاد باری

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَ تَذۡہَبَ رِیۡحُکُمۡ وَاصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿ۚ﴾

(الانفال:47)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ایمان کی حلاوت پانے والی 3 باتیں

حضرت انسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا۔ تین باتیں جس میں ہوں وہ ایمان کا مزہ پا لیتا ہے۔ وہ شخص جس کو اللہ اور اس کا رسول دوسری تمام چیزوں سے بڑھ کر پیارے ہوں اور وہ جو کسی شخص سے محبت رکھے اور محض اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اس سے محبت رکھے اور وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے چھڑایا ہو اور پھر اس کے بعد وہ کفر میں لوٹنا ایسا ہی ناپسند کرے جیسا آگ میں ڈالا جانا۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان)

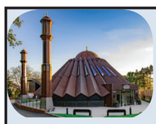

فرمان خلیفہ وقت

روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے اجراء کا اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اس وقت میں ایک تو یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ روزنامہ الفضل کی ویب سائٹ انہوں نے شروع کی ہے اور اس کے بارے میں اعلان کروں گا ...الفضل کے 106 سال پورے ہونے پر لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا آغاز ہو رہا ہے اور یہ اخبار روزنامہ الفضل آج سے 106 سال پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت اور دعاؤں کے ساتھ 18 جون 1913ء کو شروع فرمایا تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کچھ عرصہ لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں یہ ربوہ سے نکلنا شروع ہوا۔ اس قدیم اردو روزنامہ اخبار کا لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا مؤرخہ 13 دسمبر 2019ء سے آغاز ہو رہا ہے۔ آج ان شاء اللہ تعالیٰ آغاز ہو جائے گا جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں ہر جگہ بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہو گا۔ اس کی ویب سائٹ Alfazlonline.org تیار ہو چکی ہے اور پہلا شمارہ بھی اس پر دستیاب ہے۔ یہاں ہماری آئی ٹی کی جو مرکزی ٹیم ہے انہوں نے اس کے لیے بڑا کام کیا ہے۔

اس میں الفضل کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود ہے جو ارشاد باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت قرآن کریم کی آیات بھی آیا کریں گی اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت احادیث نبویؐ بھی ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے اقتباسات بھی ہوں گے۔ اسی طرح بعض احمدی مضمون نگاروں کے مضمون اور دوسرے جو اہم مضامین ہیں وہ بھی ہوں گے۔ نظمیں بھی احمدی شعراء کی ہوں گی۔ یہ اخبار ویب سائٹ کے علاوہ ٹوئٹر پر بھی موجود ہے اور اینڈرائڈ (Android) کا ایپ (app) بھی بن گیا ہے۔ یہ کیونکہ اب روزانہ شروع ہو گیا ہے تو سوشل میڈیا کے ان ذرائع سے بھی اردو پڑھنے والے احباب کو استفادہ کرنا چاہیے اور اسی طرح مضمون نگار اور شعراء حضرات بھی اس کے لیے اپنی قلمی معاونت کریں تا کہ اچھے اور تحقیقی مضامین بھی اس میں شائع ہوں۔ اس ویب سائٹ میں روزانہ کے شمارہ کی پی ڈی ایف کی شکل میں امیج فائل بھی موجود ہو گی جس کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ ڈاؤن لوڈ بھی کیا جا سکے گا جو پرنٹ کی شکل میں پڑھنا چاہیں وہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بہرحال اس کا آج ان شاء اللہ آغاز ہو جائے گا۔ اسی طرح پیر کے روز اس میں خطبہ جمعہ کا مکمل متن جو ہے وہ شائع کیا جائے گا اور تازہ خطبے کا خلاصہ بھی بیان ہو جائے گا۔ تو ان شاء اللہ جمعے کے بعد اس کا افتتاح ہو جائے گا۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 13 دسمبر 2019ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

بنی نوع سے سچی ہمدردی کا حق کیسے ادا کرنا چاہئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

” تعلیم قرآنی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ نیکوں اور ابرار اخیار سے محبت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ (التوبہ:128) یعنی اے کافرو! یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا اورنہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پا جاؤ پھر فرماتا ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ (الشعرا:4) یعنی کیا تو اس غم سے ہلاک ہوجائے گا۔ کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ مطلب یہ ہے کہ تیری شفقت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تو ان کے غم میں ہلاک ہونے کے قریب ہے اور پھر ایک مقام میں فرماتا ہے تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَۃِ (البلد:18) یعنی مومن وہی ہیں جو ایک دوسرے کو صبر اور مرحمت کی نصیحت کرتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ شدائد پر صبر کرو اور خدا کے بندوں پر شفقت کرو اس جگہ بھی مرحمت سے مراد شفقت ہے کیونکہ مرحمت کا لفظ زبان عرب میں شفقت کے معنوں پر مستعمل ہے پس قرآنی تعلیم کا اصل مطلب یہ ہے کہ محبت جس کی حقیقت محبوب کے رنگ سے رنگین ہو جانا ہے بجز خدا تعالیٰ اور صلحاء کے اور کسی سے جائز نہیں بلکہ سخت حرام ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ:166) اور فرماتا ہے لَا تَتَّخِذُوا الۡیَہُوۡدَ وَ النَّصٰرٰۤی اَوۡلِیَآءَ (المائدۃ:52) اور پھر دوسرے مقام میں فرماتا ہے یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَۃً مِّنۡ دُوۡنِکُمۡ (آل عمران:119) یعنی یہود اور نصاریٰ سے محبت مت کرو اور ہر ایک شخص جو صالح نہیں اس سے محبت مت کرو۔ ان آیتوں کو پڑھ کر نادان عیسائی دھوکا کھاتے ہیں کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ عیسائی وغیرہ بے دین فرقوں سے محبت نہ کریں لیکن نہیں سوچتے کہ ہریک لفظ اپنے محل پر استعمال ہوتا ہے جس چیز کا نام محبت ہے وہ فاسقوں اور کافروں سے اسی صورت میں بجا لانا متصور ہے کہ جب ان کے کُفر اور فسق سے کچھ حصہ لے لیوے نہایت سخت جاہل وہ شخص ہوگا جس نے یہ تعلیم دی کہ اپنے دین کے دشمنوں سے پیار کرو ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ پیار اور محبت اسی کا نام ہے کہ اس شخص کے قول اور فعل اور عادت اور خُلق اور مذہب کو رضا کے رنگ میں دیکھیں اور اس پر خوش ہوں اور اس کا اثر اپنے دل پر ڈال لیں اور ایسا ہونا مومن سے کافر کی نسبت ہرگز ممکن نہیں ہاں مومن کافر پر شفقت کرے گا اور تمام دقائق ہمدردی بجا لائے گا اور اس کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا غمگسار ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب ملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو بھوکوں کو کھلاؤ غلاموں کو آزاد کرو قرض داروں کے قرض دو اور زیر باروں کے بار اٹھاؤ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کا حق ادا کرو۔“

(نورالقرآن نمبر2، روحانی خزائن جلد9 صفحہ 434,433)

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن کی درج ذیل ویب سائٹ زیادہ سے زیادہ وزٹ کریں اوراپنے عزیزواقارب کو بھی مطلع فرمائیں۔

www.alfazalonline.org

اسی طرح اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں، اعلانات، آراء اور خطوط اس ایڈریس پر بھیجیں اوردعاؤں میں یاد رکھیں۔

Info@alfazal.org

(ایڈیٹر روزنامہ الفضل لندن آن لائن)

دربارِ خلافت

لجنہ اماء اللہ کے قیام کا مقصد اور روحانی ترقیات کا حصول

لجنہ ہالینڈ کی گولڈن جوبلی کے موقع پر رسالہ خدیجہ کے لئے حضور انور کا خصوصی پیغام

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ لجنہ اماء اللہ ہالینڈ اپنے قیام کے پچاس سال مکمل ہونے پر جوبلی منارہی ہے اور اس موقع پر رسالہ ''خدیجہ'' خصوصی شمارہ شائع کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہرلحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

مکرمہ صدرصاحبہ لجنہ نے اس موقع پر مجھ سے پیغام بھجوانے کی درخواست کی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا اس تنظیم کے قیام کا جو مقصد تھا اس مقصدکو اپنی عملی، اخلاقی اور روحانی ترقیات کے حصول میں پیش نظر رکھیں اور انہیں اپنے خلافت سے مضبوط تعلق میں استعمال کریں۔

لجنہ اماء اللہ کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 25دسمبر1922ء کو رکھی۔ آپ نے ایک مضمون تحریر فرمایا جس میں آپ نے قادیان کی ایسی احمدی مستورات کو مدعو فرمایا جو اس کے مندرجات کی مؤید اوران سے متفق ہوں تاکہ ان مقاصد کے حصول کے لئے مل کر جلد کام شروع کیا جاسکے۔

آپ کے پیش نظر یہ مقاصد تھے کہ عورتیں اپنا اوردوسری مستورات کا علم بڑھائیں۔ ان کی اپنی انجمن ہوجس کے قواعدو ضوابط ہوں۔ وہ جلسوں میں اسلامی مسائل کی بابت اپنے لکھے ہوئے مضامین پڑھیں۔

اسلام کے واقف لوگوں کے لیکچر بھی کروائیں۔ انجمن مستورات کی تمام کارروائیاں خلیفۂ وقت کی تیارکردہ سکیم اوراس کی ترقی کی خاطر ہوں۔ جماعت کے اتحاد کے لئے وہ دینی تعلیمات کے مطابق ہرقربانی کے لئے تیار رہیں۔ اخلاق اورروحانیت کی اصلاح اوراس کے ذرائع پر غوروفکران کے پیش نظرہو۔ بچوں کی تربیت میں اپنی ذمہ داری کو خاص طورپر سمجھیں کہ ان کی دینی زندگی چست ہو۔انہیں تکلیف برداشت کرنے والے بنائیں۔دین کے مسائل سے واقف کریں۔ان کے اندر خدا،رسولؐ، مسیح موعودؑ اورخلفاء سے محبت واطاعت کا جذبہ پیداکریں۔ ان میں زندگیاں وقف کرنے کا جوش پیدا کریں۔ تنظیم کی ممبرات باہمی تعاون سے کام کریں اوردوسروں کی غلطیوں کی چشم پوشی کریں اورصبروہمت کے اوصاف پیدا کریں۔ لوگوں کے ہنسی ٹھٹھے کا بہادری اور ہمت سے مقابلہ کا مادہ پیدا کیاجائے تاکہ دوسری مستورات کے لئے سبق ہو۔ اس مقصدکے لئے دوسری خواتین کو اپنی ہم خیال بنائیں۔جماعت کسی خاص گروہ کا نام نہیں۔ چھوٹے بڑے،غریب امیر سب کا نام جماعت ہے۔ باہمی محبت اورمساوات پیداکرنے کی کوشش کی جائے۔ سب مدداور کامیابیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں اس لئے دعاکی جائے کہ وہ مقاصد الہام ہوں جوہماری پیدائش میں اس نے مدنظررکھے ہیں۔اس پر ابتداءً تیرہ خواتین نے دستخط کئے جو حضوررضی اللہ عنہ کے فرمان پر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے گھرمیں جمع ہوئیں۔ آپ نے انہیں خطاب فرمایا اوراس کے ساتھ ہی لجنہ کا قیام عمل میں آیا۔ حضوررضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایاکہ اگرتم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کرلوتواسلام کو ترقی حاصل ہوجائے گی۔چنانچہ آپ لجنہ اماء اللہ کی تربیت اور تنظیم کی طرف ہمیشہ بہت زیادہ اور گہری توجہ فرماتے رہے۔

پس ان مقاصد کو ہمیشہ مدنظررکھیں جن کے لئے لجنہ اماء اللہ کا قیام کیا گیاتھا۔اس کے لیے خلیفۂ وقت سے دعاؤں اورراہنمائی کا حصول نہایت اہم ہے۔اگرآپ ان بنیادی نصائح کو مدنظر رکھیں گی توانشاءاللہ آپ کے تمام پروگرام اور سکیمیں کامیاب ہوں گی اور آپ کا ہرقدم ترقی کی جانب ہوگا۔اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطافرمائے۔آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط)مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

روزنامہ الفضل کی اشاعت پر دو خصوصی پیغامات

اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے

روزنامہ الفضل 18جون 1913ء کوقادیان سے جاری ہوا تھا قیام پاکستان کے بعد الفضل لاہور سے شائع ہوتا رہاجلسہ سالانہ 1954ء کے ایام میں لاہور سے ربوہ منتقل کر دیا گیا اور 31دسمبر 1954ء سے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپنے لگا۔ اس طرح الفضل قریباً سات برس کے بعد دوبارہ مرکز احمدیت سے نکلنا شروع ہوا۔ جس پر احباب جماعت نے بہت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ اور حضرت مرزا بشیر احمدؓ نے اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کے نام خصوصی پیغامات دیئے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے پیغام کا متن یہ تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام

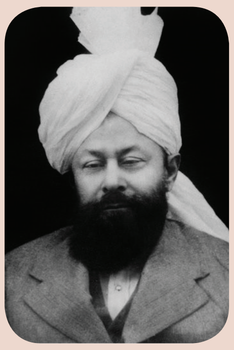

'' آج ربوہ سے اخبار شائع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ربوہ سے نکلنا مبارک کرے اور جب تک یہاں سے نکلنا مقدرہے۔ اس کو اپنے صحیح فرائض ادا کرنے کی توفیق دے۔ اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے۔ اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ آپ کو ان امور پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔''

خاکسارمرزا محمود احمد

(الفضل 31دسمبر 1954ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ کا پیغام

حضرت صاحبزادہ مرزابشیر احمدؓ نے '' الفضل کا دورجدید''کے عنوان سے یہ رقم فرمایا:۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ ایک لمبے وقفہ کے بعد الفضل پھر مرکز سلسلہ سے نکلنا شروع ہوگیاہے غالباً 43 سال کا عرصہ گزراکہ سلسلہ احمدیہ کے مرکز قادیان سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے الفضل کا اجراء ہوا۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد ہمارا یہ مرکزی اخبار خدا کے فضل سے مسلسل ترقی کرتا گیا۔ حتّٰی کہ ملکی تقسیم کے دھکے کے نتیجہ میں الفضل کو بھی جماعت کی اکثریت کے ساتھ قادیان سے نکلنا پڑا۔ جس کے بعد حالات کی مجبوری کے ماتحت وہ لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ یہ گویا اس کے لئے برزخ کا زمانہ تھااب سات سال کے درمیانی زمانہ کے بعد الفضل پھر ربوہ یعنی مرکز سلسلہ نمبر2سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ الفضل کے اس نئے دور میں تمام جماعت کی دعائیں اس کے ساتھ ہیں اور ہر مخلص احمدی کے دل سے یہ صدا اٹھ رہی ہے کہ مرکز سلسلہ کا یہ پودا جو گویا اب اپنے بلوغ کو پہنچ رہا ہے۔بیش از بیش سُرعت کے ساتھ بڑھے اور پھیلے اور پھولے اور اس کے پھلوں سے لوگ زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوں۔ مگر اس تبدیلی کے نتیجہ میں جہاں جماعت کی یہ ذمہ داری بڑھ گئی ہے کہ وہ اپنے اس مرکزی اخبار کی اشاعت کی توسیع میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے اور مرکز کی ان صحافتی تاروں کو اور بھی زیادہ وسیع اور مضبوط کر دے جو اسے افراد جماعت کے ساتھ باندھ رہی ہیں۔ وہاں الفضل کے عملہ کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ نہ صرف الفضل کو زیادہ سے زیادہ مفید اور دلکش بنائے بلکہ لاہور سے ربوہ کی طرف منتقل ہونے کے نتیجہ میں جو بعض مادی وسائل (کی) ترقی میں امکانی کمی آسکتی ہے اسے بیش از بیش توجہ اور کوشش کے ذریعہ کم نہ ہونے دے۔ اس زمانہ میں پریس کی اہمیت اور اس کے اثر کی وسعت ظاہر و عیاں ہے۔ سو اب یہ جماعت اور عملہ الفضل کا مشترکہ فرض ہے کہ وہ الفضل کو ہر جہت سے ترقی دے کر اسے ایک الٰہی جماعت کے شایان شان بنائے۔ وَکَانَ اللّٰہُ مَعَنَا اَجْمَعِیْنَ

(خاکسار)

مرزا بشیر احمد

31-12-54

(الفضل یکم جنوری 1955ء)

حضور انور کا بصیرت افروز پیغام

روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کے اجراء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اید ہ اللہ تعالیٰ کا محبت بھرا بصیرت افروز

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جدید دور کی سہولیات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء کیا جارہا ہے

یہ جماعت کا اہم اخبار ہے، اس میں حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت کی تعلیمات پیش کی جائیں گی

خلیفہ وقت کے خطبات و خطابات شامل ہوا کریں گے اور اس کے ذریعہ احباب جماعت کے اندر خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق مزید تقویت پائے گا

کافی عرصہ تک حضرت مصلح موعودؓ اسےاپنے ذاتی خرچ پر چلاتے رہے ،حضرت اماں جان نے ایک زمین پیش فرمائی ،میری والدہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے دو زیور

قارئین الفضل حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا اور حضرت مصلح موعودؓ کی پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے وقت دعاؤں میں یادرکھیں

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ،آپ رضی اللہ عنہ کی دعائیں قبول فرمائے اور الفضل ہمیشہ ترقی کی نئی سے نئی منازل طے کرتا چلا جائے اور یہ بھی خلیفہ وقت کےلئے ایک حقیقی سلطان نصیر کا کردار ادا کرنے

پیارے قارئین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی انتظامیہ کو اخلاص و وفا اور محنت کے ساتھ اسے بہترین رنگ میں شائع کرنے کی توفیق دے اور اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

مجھ سے اس موقعہ پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ یہ دور سائنسی ترقی کا دور ہے۔ (اللہ تعالیٰ کے فضل سے جدید دور کی سہولیات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء کیا جا رہا ہے جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں کسی بھی جگہ ہر وقت بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہوا کرے گا۔ **یہ جماعت کا اہم اخبار ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تعلیمات پیش کی جائیں گی۔ خلیفہ وقت کے خطبات اور خطابات بھی شائع ہوا کریں گے اور اس کے ذریعہ احباب جماعت کے اندر خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق مزید تقویت پائے گا۔اسی طرح اس میں مختلف ممالک سے جماعتی ترقی اور اہم تقریبات کی رپورٹس وغیرہ بھی شامل ہوا کریں گی۔ اس کے ذریعہ قارئین کو تاریخ احمدیت اور جماعتی عقائد سے آگاہ کیا جائے گا۔ یہ دینی معلومات میں اضافہ کا باعث ہو گا اور دینی اور روحانی تربیت کے سامانوں سے آراستہ ہو گا۔ پس یہ اخبار انشاء اللہ بہت مفید معلومات کا مجموعہ ہو گا۔)**

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مختلف مواقع پر احباب جماعت کو الفضل کے مطالعہ کی تحریک فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا کہ

الفضل جماعت کا اخبار ہے لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے، وہی پُرانی باتیں ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ فرماتے ہیں کہ شاید ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے تھے کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شاید مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں **لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آجایا کرتی ہے۔**

(الفضل انٹرنیشنل 26دسمبر2009ء)

اسی طرح ایک اور بار فرمایا:

’’اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔‘‘

(الفضل 31دسمبر1954ء)

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

’’اب میں تحریک کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اخبارات کو خریدیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں ۔ اس زمانہ میں اخبارات قوموں کی زندگی کی علامت ہیں کیونکہ ان کے بغیر ان میں زندگی کی روح نہیں پھونکی جا سکتی۔‘‘

(انوارالعلوم جلد4صفحہ 142)

احباب جماعت الفضل کے نام سے خوب مانوس ہیں اور سب کو اس سے محبت ہے۔ الفضل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح الثانی، المصلح الموعود) نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں قادیان سے جاری فرمایا تھا۔ اس کا آغاز بڑی قربانیوں سے ہوا۔ کافی عرصہ تک حضرت مصلح موعودؓ اسے اپنے ذاتی خرچ سے شائع فرماتے رہے۔اس کے اجراء کے وقت حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے ایک زمین پیش فرمائی اور میری والدہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے دو زیور پیش کئے۔ **پس قارئین الفضل حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے وقت دعاؤں میں یاد رکھیں۔**

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کے پہلے پرچہ میں اخبار کے مقاصد تحریر فرماتے ہوئے یہ دعائیہ فقرے بھی تحریر فرمائے کہ

’’اے میرے مولا ......لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔‘‘

(الفضل 18جون 1913ء صفحہ 3)

میری بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ،آپ رضی اللہ عنہ کی دعائیں قبول فرمائے۔ اور الفضل ہمیشہ ترقی کی نئی سے نئی منازل طے کرتا چلا جائے اور یہ بھی خلیفہ وقت کےلئے ایک حقیقی سلطان نصیر کا کردار ادا کرنے والا بنے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزامسرور احمدخلیفۃ المسیح الخامس

محمد اشرف کاہلوں

قرآن کریم ۔اوصاف و محاسن کا بحر بیکراں

مستشرقین اور دیگر معترضین تورات و انجیل کی موجودگی میں عدم ضرورت قرآن مجید کی بحث اٹھاتے ہیں اور اس کے ساتھ یہ نظریہ و تصور بھی رکھتے ہیں کہ تورات وانجیل کی جن باتوں کا قرآن کریم مصدق ہے۔ ان کو نقلیات (اخذ کردہ) کا نام دیتے ہیں اور باقی کو عندیات (خود ساختہ) میں شمار کرتے ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ قرآن کریم کی پیشگوئی لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ (واقعہ:80) پر پورا اُترتا ہے۔ قرآن مجید براہین ساطعہ کے ساتھ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ (البقرہ:3) اور غیر ذی عوج دعویٰ کے ساتھ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ کا کھلا چیلنج بھی غیر مسلم اقوام عالم کو زمانہ نزول سے دیتا آرہا ہے۔ اغیار نے ذلت و رسوائی کا جو طوق گلے میں ڈالا ہوا ہے لیکن اس چیلنج کو آج تک قبول نہیں کیا اور نہ ہی قیامت تک منظور کریں گے۔ یہ قرآن کریم کی حقانیت و صداقت کا زندہ نشان اور ثبوت ہے۔ قرآن مجید اوصاف و محاسن کا بحر بیکراں ہے۔ باعتبار فصاحت و بلاغت، ربط مضامین، تعلیم، کمال تعلیم اور کمال تاثیرات تعلیم اپنے اندر ایک معجزانہ رنگ رکھتا ہے۔ اس کتاب اللہ کا یہ بھی ایک کمال حسن و جمال ہے کہ جہاں یہ دیگر ادیان عالم کا دلائل حقہ سے رد کرتی اور ان کی تعلیموں کے نقائص بیان کرتی ہے وہاں حقیقی تعلیم بھی دلائل قویہ سے پیش کرتی ہے۔ اس کا واضح ثبوت سورہ فاتحہ ہے۔ جس میں ادیان باطلہ کے عقائد کا ردّ ہے۔ اب اس سوال کے جواب کی جانب نظر کرتے ہیں کہ ضرورت نزول قرآن کیوں ہے؟

تورات و انجیل کا مختص القوم اور مختص الزماں ہونا

حضرت موسیٰ کی بعثت قوم بنی اسرائیل کی جانب تھی۔ جیسا کہ تورات میں ہے۔ خدا نے موسیٰ سے کہا۔ میں جو ہوں سو میں ہوں۔ سو تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ میں جو ہوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے (خروج باب 3، آیت:14) اس لئے ان پر نازل ہونے والی کتاب کا دائرہ کار بھی بنی اسرائیل تک محدود و محیط تھا۔ موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ حضرت مسیح خود اقرار کرتے ہیں۔ یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ (متی باب 5 آیت 17) اس سے عیاں ہے کہ آپ کا دائرہ نبوت محض بنی اسرائیل تک ہی کار فرما تھا۔ آپ مزید فرماتے ہیں۔ خدا نے مجھے صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس بھیجا ہے کسی اور کے پاس نہیں (متی باب 15 آیت:24) بلکہ اپنے شاگردوں کو یہ تلقین و تاکید کرتے ہیں۔ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ کہا اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ (متی باب 10 آیت 5-6) اس سے یہ حقیقت آشکار ہوگئی کہ انجیل بھی بنی اسرائیل کے لئے ذریعہ و وسیلہ رشد و ہدایت تھی۔ ان کتب کا مختص القوم اور مختص الزماں ہونا اس بات کا متقاضی تھا کہ اور آسمانی نور ہدایت نازل ہو۔

تورات و انجیل کی تعلیم میں افراط و تفریط

تورات کی تعلیم کو دیکھا جائے تو وہ ایک ہی پہلو انتقام پر زور دیتی ہے۔ جیسا کہ تورات میں حکم ہے لیکن اگر تیرا نقصان ہو جائے تو جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ، پاؤں کے بدلے پاؤں، جلانے کے جلانا، زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ (خروج باب 12 آیت 33-25) تعلیم کا یہ پہلو افراط پر مبنی ہے۔ باقی انسانی قویٰ کی اصلاح و درستی اور تربیت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ انجیلی تعلیم اس کے بر خلاف عفو و در گزر پر سارا زور دیتی ہے۔ چنانچہ انجیل میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے تو دوسرے کو بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی شخص نالش کر کے تیرا کُرتا بھی لینا چاہے تو چوغہ بھی اسے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے تو اس کے ساتھ دو کوس چلا جا (متی باب 8 آیت 39، 41) یہ تعلیم بھی ایک ہی انسانی پہلو کو مد نظر رکھتی ہے اور تفریط کے انداز پر ہے۔ اس لئے یہ دونوں طرز کی تعلیم انسان کی ذاتی زندگی کے لئے سود مند نہیں ہے اور نہ ہی امور مملکت ان سے بطریق احسن سر انجام پا سکتے ہیں۔ یہ امر اس ضرورت کو اجاگر کرتا ہے کہ کوئی ایسی کامل آسمانی ہدایت نازل ہو جو تمام انسانی قویٰ کی مربی ہو۔ اس ضرورت حقہ کو قرآن مجید نے کمال حکمت کاملہ اور بالغہ سے احسن رنگ میں پورا کیا ہے۔ قرآن کریم کی مثال اس شجرہ طیبہ کی سی ہے جس کی ہر شاخ سرسبز و شاداب اور باثمر ہو۔

قرآن مجید نے قانون جزا و سزا کو علمی اور فلسفہ کے انداز و طرز پر بیان کیا ہے۔ قرآن کریم میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ’’اور بدی کا بدلہ کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا‘‘ (سورہ شوریٰ آیت:41) قرآن مجید نے قانون تعزیر کو جادہ مستقیم پر رکھا ہے۔ قانون کی اصل غرض و غایت موقع و محل کے مطابق اصلاح ہو وہ معاف کرنے میں یا سزا دینے میں ہو۔

ضرورت زمانہ

نزول قرآن کے وقت دنیا ظَہَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ (الروم:42) کا نقشہ پیش کر رہی تھی۔ ظلمت و تاریکی کی خوفناک گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ ظلم و جور کا دور دورہ تھا۔ انسانیت دم توڑ چکی تھی۔ ایسے وقت میں ایک کامل منجی کی ضرورت تھی جو دنیا میں ایک روحانی انقلاب بپا کر دے اور...... صفت انسانوں کو باخدا انسان بنا دے چنانچہ اس غرض کی تکمیل کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر مبارک پر رحمۃ للعالمین کا زریں تاج سجا کر اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَۨا الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ (الاعراف:159) کے پیغام حق کے ساتھ مبعوث کئے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وہ کامل و اکمل کتاب منجانب اللہ نازل کی گئی جو شفا و رحمت، ھُدًی لِّلنَّاسِ، ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ، ھُدًی لِلۡمُحۡسِنِیۡنَ اور فرقان حمید ہے۔ انسان کی باطنی شریعت کی ضرورتوں کو کما حقہ پورا کرنے والی ہے۔ انسان کی طبعی حالتوں کی پُر حکمت طریق پر اصلاح کر کے اخلاقی اور روحانی حسن و جمال سے آراستہ و مزین کرتی ہے۔

حقوق و فرائض میں حفظ مراتب کا خیال

قرآن کریم انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری میں کس درجہ پر فائز کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس آیت قرآنی سے خوب روشن ہے۔... (نحل:91)

ترجمہ۔ یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں دونوں طرح کے حقوق کی ادائیگی میں عدل، احسان اور ذاتی طبعی جوش محبت کے پہلو اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ تورات وانجیل میں اس درجہ کی اس انداز میں تعلیم نہیں دی گئی ہے۔ تعلیم کا عمومی رنگ ہے۔ علم و فلسفہ نہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں مال کے خرچ کرنے کے بارہ میں آیا ہے کہ نہ ممسک بنو اور نہ ہی مسرف۔ لَمۡ یُسۡرِفُوۡا وَ لَمۡ یَقۡتُرُوۡا کے دائرہ میں رہو۔ مبذرین کو اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ کا نام دیا گیا ہے (بنی اسرائیل:28) تورات میں نذر اور کفارہ کی قربانیوں کا ذکر عام ہے اور انجیل میں کہا گیا ہے کہ جو قیصر کا قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو دو۔‘‘

(متی باب 22 آیت:21)

قرآن مجید کا دعویٰ مع دلیل

قرآن کریم کا حسن و جمال یہ بھی ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کے ساتھ ٹھوس اور مضبوط اور پختہ دلائل بھی رکھتا ہے۔ توحید کے بیان میں کہتا ہے قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تو اس کے حق میں دلائل دیتا ہے کہ وہ ذات حق صمد ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ باپ۔ اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔ اگر الحمد للہ کا ذکر ہے تو رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ، اَلرَّحۡمٰنِ، الرَّحِیۡمِ اور مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ام الصفات بھی بطور شہادت و گواہی موجود ہے۔ قرآن مجید کی ایک خوبی اور کمال یہ بھی ہے وہ نظائر قدرت و فطرت کو پیش کر کے روحانی امور پر استدلال کے رنگ میں دکھاتا ہے تا نظری امور مشاہداتی شکل و صورت میں نظر آئیں۔ نبوت و رسالت کا فلسفہ آسمانی بارش کی صورت میں بیان کرتا ہے لیکن تورات و انجیل میں ان موضوعات پر علم و فلسفہ کے رنگ میں ذکر نہیں ملتا۔ فطرت انسانی میں تثلیث کا نقش نہیں ہے کائنات میں کرویت کے نظائر تثلیث کا رد ہیں۔ عقل اسے باطل ٹھہراتی ہے۔ فطرت انسانی دلائل حقہ کی محتاج ہے۔ قرآن مجید اس ضرورت انسانی کو عمدہ طریق پر پورا کرتا ہے۔

حقیقت معاد کا بیان

عالم آخرت کی حقیقت کیا ہے؟ بہشت اور دوزخ کی فلاسفی کیا ہے؟ قرآن مجید کے سوا کسی نے اس کو بیان نہیں کیا ہے۔ اس کا ذکر اس لئے بھی ضروری ہے تا انسان جان لے کہ آخرت کی جزا اور سزا جو انسانی اعمال و افعال کے آخری اور انتہائی نتائج ہیں وہ کن صورتوں میں ظاہر ہوں گے۔ قرآن کریم کے مطابق انسان کی بہشتی اور جہنمی زندگی کی ابتدا اسی دنیا سے ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ جو اپنے رب کے مقام سے ڈرا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ (الرحمن) جب دنیاوی اور اخروی جنت ہیں تو مقابل دو جہنم کا ہونا لازم ہے۔ اس لئے کہ جو بہشتی زندگی نہیں رکھتا وہ دوزخی زندگی گزارتا ہے۔ انسان اس دنیا سے جنتی یا جہنمی زندگی کے حواس لے کر جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں بیان ہوا ہے۔ ترجمہ: جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ

دوسرے جہان میں بھی اندھا ہوگا...(بنی اسرائیل:73)

اس سے مراد روحانی اندھا پن ہے۔ ابرار کے بارہ میں آیا ہے کہ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوْنَھَا تَفْجِیْرًا (الدھر:7) وہ اس جگہ نہریں نکال رہے ہیں ان عباداللہ کی جزا جنت تجری... ہے۔ یعنی دنیاوی اعمال کا پھل کھائیں گے۔

عذاب دوزخ کی حقیقت اور فلسفہ قرآن کریم نے یہ بیان کیا ہے۔ نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْـِٕدَۃِ (الھمزہ: 8,7) اللہ کا عذاب جس کو وہ بھڑکاتا ہے اور انسان کے دل پر اس کا شعلہ بھڑکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ دوزخ کی اصل جڑ انسان کا اپنا ہی دل ہے اور دل کے ناپاک خیالات اور گندے ارادے اور عزم اس جہنم کا ایندھن ہیں۔ اب تورات و انجیل میں ان کا کوئی فلسفہ بیان نہیں ہوا۔

قرآن مجید ابدی اور مستقل شریعت

شریعت کے احکام دو طرح کے ہیں۔ الف:۔ دائمی اور مستقل، ب:۔ مستقل لیکن لچکدار بمطابق حالات۔ ان کی مثال نماز روزہ ہے۔ ارکان ایمان حلال و حرام اور عائلی قوانین وغیرہ مستقل احکام کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان تمام کی غرض وغایت برائیوں سے بچانا اور اعلیٰ درجہ کی نیکیوں پر قائم کرنا ہے۔ ان کے برعکس کفارہ مسیح پر ایمان لانے کا نتیجہ گناہ پر قدم مارنا ہے کیونکہ تقریب عشاء ربانی پر شراب لازمی جزو ہے اور شراب ام الخبائث چیز ہے۔ مرد اور عورت کے مخصوص حالات میں طلاق لازم ہو جاتی ہے ورنہ سماج میں بگاڑ کا اندیشہ ہے۔ اس معاملہ میں انجیلی تعلیم یہ ہے جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کراتا ہے۔ اور جو اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔ (متی باب 5 آیت 32)

ابراہیمی دعا کی تکمیل

جہاں تک حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسحٰقؑ کو برکت دی وہیں آپ نے اسماعیلؑ کو بھی یکساں طور پر برکت سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو سنا اور فرمایا اور اسماعیل کے حق میں بھی اس نے تیری دعا سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔

(پیدائش باب 17 آیت 20-21)

آنحضرت ﷺ اور نزول قرآن کریم سے ابراہیمی دعا کی تکمیل ہوئی۔

تورات و انجیل کی پیشگوئیاں

تورات میں مثیل موسیٰ کی پیش خبری (استثناء باب:18 آیت 18،15) آتشی شریعت کا داہنے ہاتھ میں ہونا (استثناء باب 33 آیت 2) ہجرت مدینہ اور غزوہ بدر (یسعیاہ باب 21 آیت:13-17) دنیا کا سردار، مددگار اور روح حق کا آنا (یوحنا باب 14، آیت 30,26,16، باب 15 آیت 7,13) یہ سب اور دیگر پیش خبریاں آنحضرت ﷺ کی بعثت اور نزول قرآن مجید سے منصہ شہود پر آئیں ورنہ ان کتب پر انگلیاں اُٹھتیں۔ یہ قرآن کریم ہی کا چیلنج ہے کہ اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا ھُوَ بِالْھَزْلِ (الطارق:15،14) یقیناً وہ ضرور ایک فیصلہ کن کلام ہے وہ ہرگز کوئی بیہودہ کلام نہیں ہے۔

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
(درثمین)

نماز کا سرور بیان نہیں ہو سکتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

- ”انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہوجاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے اور ماسویٰ اللہ سے اُسے انقطاعِ تام ہوجاتا ہے۔ اُس وقت خدائے تعالیٰ کی محبت اُس پر گرتی ہے۔ اس اتصال کے وقت ان دوجوشوں سے، جو اُوپر کی طرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف عبودیت کا جوش ہوتا ہے ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نام صلوٰۃ ہے۔ پس یہی وہ صلوٰۃ ہے جو سیئات کو بھسم کرجاتی ہے اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے۔ جو سالک کو راستہ کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خاروخس سے جو اس کی راہ میں ہوتی ہیں، آگاہ کرکے بچاتی ہے اور یہی وہ حالت ہے جب کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت:46) کا اطلاق اس پر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے ہاتھ میں نہیں اُس کے دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہواہوتا ہے اور یہ درجہ کامل تذلل، کامل نیستی اور فروتنی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر گناہ کا خیال اُسے کیونکر آسکتا ہے اور انکار اس میں پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ فحشاء کی طرف اس کی نظر اُٹھ ہی نہیں سکتی۔ غرض ایک ایسی لذت، ایسا سُرور حاصل ہوتا ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اُسے کیونکر بیان کروں۔“

(ملفوظات جلداول صفحہ 105)

مزید فرمایا

- ”نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔ بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں، یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی۔ انہوں نے نماز کی معافی چاہی۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں، اس لئے اس بات کو خوب یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنے عمل کر لو۔“

(ملفوظات جلداول صفحہ 172)

عہدیداران کو نصائح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ نے منتخب عہدیداران کی ذمہ داری بھی لگائی ہے کہ تمہیں جب منتخب کر لیا جائے تو پھر اس کو قومی امانت سمجھو۔ اس امانت کا حق ادا کرو۔ اپنی پوری استعدادوں کے ساتھ اس ذمہ داری کو نبھاؤ۔ اپنے وقت میں سے بھی اس ذمہ داری کے لئے وقت دو۔ جماعتی ترقی کے لیے نئے نئے راستے تلاش کرو۔ اور تمہارے فیصلے انصاف اور عدل کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہونے چاہئیں۔ کبھی تمہاری ذاتی انا، رشتہ داریوں یا دوستیوں کا پاس انصاف سے دور لے جانے والا نہ ہو۔ کبھی کسی عہدیدار کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ فلاں شخص نے مجھے ووٹ نہیں دیا تھا۔ یا فلاں کا نام میرے مقابلے کے لیے پیش ہوا تھا اس لیے مجھے کبھی موقع ملا، کبھی کسی معاملے میں تو اس کو بھی تنگ کروں گا۔ یہ مومنانہ شان نہیں ہے بلکہ انتہائی گری ہوئی حرکت ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی ہے یہ ایسی نصیحت ہے کہ تم دونوں، ووٹ دے کر منتخب کرنے والو اور عہدیدارو! دونوں! کے لیے بڑی اعلیٰ نصیحت ہے کہ ووٹ دینے والا سوچ سمجھ کر ووٹ دے اور جو شخص منتخب ہو جائے وہ بھی اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کرے۔ اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر عہدیدار کو چاہے وہ جماعتی عہدیدار ہوں یا ذیلی تنظیموں کے عہدیدار ہوں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا افراد جماعت کو بھی اور عہدیداران کو بھی یہ توجہ دلائی ہے کہ اس کے بعد بھی دعاؤں میں لگے رہو۔ ہر عہدیدار انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اللہ سے دعا مانگے کہ وہ اسے ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر فرد جماعت یہ دعا کرے کہ جو عہدیدار منتخب ہوئے ہیں وہ ہمیشہ اس امانت کے ادا کرنے کے حق کو اس کے مطابق ادا کرتے رہیں۔ اور کبھی کوئی مشکل نہ آئے، کبھی کوئی ابتلاء نہ آئے جو عہدیدار اور افراد جماعت کے لیے کسی بھی قسم کی ٹھوکر کا باعث بنے۔ اگر اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے کہ یہ عہدیدار جو انہوں نے منتخب کیا ہے وہ پوری ذمہ داری سے اپنے فرائض ادا نہیں کر رہا تو اللہ تعالیٰ خود ہی ایسے انتظامات فرمائے کہ اسے بدل دے تاکہ کبھی نظام جماعت پر بھی کوئی حرف نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اس طرح دونوں مل کر دعا کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اس نیک نیت سے کی گئی دعاؤں کو سنے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کے لیے اور دین کی خدمت کرنے والوں پر بڑی گہری نظر ہوتی ہے۔ وہ بڑی گہری نظر رکھتا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے، وہ دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ اس درد کی وجہ سے جو تمہارے دِل میں ہے ہمیشہ بہتری کے سامان پیدا فرماتا رہے گا اور ہمیشہ تمہیں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہر قسم کی ٹھوکر سے بچائے۔“

(خطبہ جمعہ 31 دسمبر 2004ء)

قدیر احمد طاہر

والدین کی خدمت اور ادب و احترام

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں افضل اور اشرف مخلوق انسان کو بنایا ہے۔ والدین درحقیقت انسان کے دنیا میں آنے کا ذریعہ ہوتے ہیں، ہمارا وجود والدین کی وجہ سے ہوتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بھی والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم دیا اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی تلقین کی ہے۔ محبت کا جذبہ فطری طور پر بدرجہ اتم والدین کو عطا کیا گیا ہے۔ اولاد کے لئے والدین دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہیں، والدین کی جس قدر عزت و توقیر کی جائے گی اسی قدر اولاد سعادت سے سرفراز ہوگی شریعت میں والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔(ترجمہ)اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے میں پہنچ جائیں تو ان کے آگے اُف بھی نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات کرنا۔ (بنی اسرائیل:24)

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ والدین کے ساتھ حُسن سلوک کرو اور اُف تک بھی نہ کہو، والدین کی عزت واحترام دینی و دنیاوی بہتری کا سبب ہوتا ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے سروں پر والدین کا سایہ ہے اور سعادت مند ہے وہ اولاد جو ہر حال میں اپنے والدین کے ساتھ حُسن سلوک رکھتی ہے اور ان کا احترام کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(ترجمہ):اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اہل قرابت کے ساتھ بھی۔(النساء:37)

اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے۔

(ترجمہ)لوگ آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ آپ فرمادیں کہ جو کچھ مال تم کو خرچ کرنا ہو تو ماں باپ کا حق ہے اور قرابت داروں کا اور یتیموں کا، محتاجوں کا اور مسافروں کا اور جو نیک کام کریں گے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔ (البقرہ:216)

رسول کریم ﷺ نے بھی ہمیں والدین سے حُسن سلوک کا حکم دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو سب سے بڑے گناہ بتلادوں؟ لوگوں نے عرض کیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا اور نہ والدین کی نافرمانی کرنا۔

والدین کی حیثیت گھر میں نگران کی ہے۔ اولاد اگر سنجیدگی اور تدبر سے کام لے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد صحیح معنوں میں قابل احترام اور لائق اطاعت اگر کوئی ہستی ہے تو وہ والدین ہیں۔ والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری بھی عبادت میں داخل ہے، لیکن اگر والدین کوئی ایسا حکم دیں جو شریعت کے خلاف ہو تو ان کی اطاعت فرض نہیں بلکہ شریعت کی اطاعت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے(ترجمہ)''اور وہ دونوں (والدین) تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تُو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا'' والدین کا مقام و مرتبہ اس قدر اہم ہے کہ توحید و عبادت کے بعد اطاعت و خدمت والدین کو ضروری قرار دیا گیا کیونکہ جہاں انسانی وجود کا حقیقی سبب اللہ ہے تو وہیں ظاہری سبب والدین۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ (صحیح بخاری)

ماں باپ کی نافرمانی تو کجا، ناراضگی کے اظہار اور جھڑکنے سے بھی روکا گیا ہے اور ادب کے ساتھ نرم گفتگو کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے(ترجمہ)''اور اپنے والدین کو جھڑک مت اور ان سے نرمی سے پیش آ۔'' نیز اللہ تعالیٰ پوری زندگی والدین کے لئے دعا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

چنانچہ فرمایا(ترجمہ) اور تو کہہ کہ اے میرے رب میرے والدین پر رحم کر جس طرح بچپن میں انہوں نے میری تربیت کی۔ (بنی اسرائیل:25)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں میں نے کہا اس کے بعد کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا والدین کی فرمانبرداری۔ (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید کے ساتھ آپؐ کے ساتھ ہجرت اور جہاد کرنے کیلئے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ تو اس شخص نے کہا: دونوں حیات ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے پوچھا: کیا تو واقعی اللہ تعالیٰ سے اجر عظیم کا طالب ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے والدین کے پاس جا اور ان کی خدمت کر۔ (صحیح مسلم)

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ میرے حُسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہاری ماں۔ اس شخص نے پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا باپ۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باپ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے۔ چنانچہ تمہیں اختیار ہے خواہ (اس کی نافرمانی کرکے اور دل دکھا کے) اس دروازہ کو ضائع کردو یا (اس کی فرمانبرداری اور اس کو راضی رکھ کر) اس دروازہ کی حفاظت کرو۔ (جامع ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کے رزق کو بڑھا دیا جائے اس کو چاہئے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ (مسند احمد بن حنبل)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص ذلیل و خوار ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ! کون ذلیل و خوار ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص جو اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پائے پھر (ان کی خدمت کے ذریعہ) جنت میں داخل نہ ہو۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو اسید الساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ! والدین کی وفات کے بعد کوئی ایسی نیکی ہے جو میں ان کے لئے کر سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں کیوں نہیں۔ تم ان کے لئے دعائیں کرو، ان کے لئے بخشش طلب کرو، انہوں نے جو وعدے کسی سے کر رکھے تھے انہیں پورا کرو۔ ان کے عزیز واقارب سے اسی طرح صلہ رحمی اور حُسن سلوک کرو جس طرح وہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ان کے دوستوں کے ساتھ عزت واکرام کے ساتھ پیش آؤ۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی برالوالدین)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور رزق میں فراوانی ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حُسن سلوک کرے (اور اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ بنا کر رکھے) اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔ (مسند احمد بن حنبل)

انسان کی پیدائش کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ کو راضی کرے، اس کو حاصل کرنے کا آسان طریق آنحضور ﷺ نے بیان فرمایا کہ بندے سے اللہ کا راضی ہونا بندے سے اللہ کا ناراض ہونا، والدین کی رضامندی و ناراضگی کے ساتھ وابستہ ہے۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا رب کی رضامندی والد کی رضا مندی میں ہے، رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔ (الجامع الصغیر)

حضرت ابو طفیلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو مقام جعرانہ میں دیکھا۔ آپ گوشت تقسیم فرما رہے تھے۔ اس دوران ایک عورت آئی تو حضور ﷺ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھادی اور وہ عورت اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون خاتون ہیں جس کی حضور ﷺ اس قدر عزت فرمارہے ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ حضور ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بات نہایت واضح ہو جاتی ہے کہ والدین کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے۔ والدین کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے۔ لہٰذا ہمیں والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ خاص کر جب والدین یا دونوں میں سے کوئی بڑھاپے کو پہنچ جائے تو انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا حتیٰ کہ ان کو اُف تک نہیں کہنا چاہئے۔ ادب و احترام محبت و خلوص کے ساتھ ان کی خدمت کرنی چاہئے۔ ان کا ادب و احترام کرنا چاہئے۔ ان سے محبت کرنی چاہئے۔ ان کی فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ ان کی خدمت کرنا، ان کو حتی الامکان آرام پہنچانا، ان کی ضروریات پوری کرنا، یہ سب ہماری ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

*****

حقیقی نماز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''نماز اس وقت حقیقی نماز کہلاتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے سچا اور پاک تعلق ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اطاعت میں اس حد تک فنا ہو اور یہاں تک دین کو دنیا پر مقدم کرلے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں جان تک دے دینے اور مرنے کے لئے تیار ہو جائے جب یہ حالت انسان میں پیدا ہو جائے اس وقت کہا جائے گا کہ اس کی نماز نماز ہے مگر جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہیں ہوتی اور سچے اخلاص اور وفاداری کا نمونہ نہیں دکھلاتا اس وقت تک اس کی نمازیں اور دوسرے اعمال بے اثر ہیں۔''

(ملفوظات جلد3 صفحہ 501)

غلام مصباح بلوچ۔کینیڈا

حضرت چوہدری حکم دین دیالگڑھی رضی اللہ عنہ

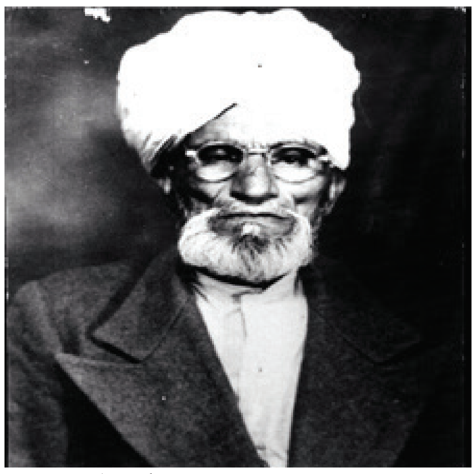

چوہدری حکم دین دیالگڑھیؓ

حضرت چوہدری حکم دین رضی اللہ عنہ ولد مکرم چوہدری نبی بخش صاحب موضع دیالگڑھ ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے اور ریاڑ زمیندار تھے۔ آپ پولیس میں ملازم تھے اور اپنی ملازمت کے سلسلے میں برما میں مقیم تھے کہ وہاں ایک مخلص احمدی حضرت ملک نور الدین رضی اللہ عنہ آف ہجکہ ضلع سرگودھا (وفات اگست 1926ء) کے ذریعہ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو بالمقابل تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا۔ آپ کی بیعت کا اندراج اخبار میں یوں درج ہے۔

بیعت ”حکم الدین صاحب دیالگڑھ قریب قادیان“

(الحکم 10مارچ 1901ء)

آپ کے بیٹے مکرم مولوی محمد اسماعیل دیالگڑھی (وفات 14۔اگست 1983ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) آپ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”بیعت کے بعد فوج کے آدمیوں میں بھی اور شہر کے لوگوں میں بھی والد صاحب مرحوم اور مکرم مولوی نور الدین صاحب مرحوم کی مخالفت شروع ہوگئی یہاں تک کہ بالآخر لوگوں نے ان دونوں کا بائیکاٹ کر دیا اور ان کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا ترک کردیا۔

والد صاحب مرحوم بیعت کے بعد پہلی دفعہ 1903ء یا 1904ء میں چھ ماہ کی رخصت پر دیالگڑھ آئے، شام کے وقت گھر پہنچے اور صبح اٹھ کر قادیان چلے گئے وہاں جاکر معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور تشریف فرما ہیں، یہ وہ زمانہ تھا کہ جب مولوی کرم دین والا مقدمہ چل رہاتھا۔ والد صاحب واپس دیالگڑھ چلے آئے اور اگلے دن پیدل چل کر بمقام گورداسپور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں جا حاضر ہوئے اور دستی بیعت کا شرف حاصل کیا اخبار الحکم اور سلسلہ کا دوسرا لٹریچر والد صاحب مرحوم اور مکرم مولوی نور الدین صاحب مرحوم کے پاس برما پہنچتا رہتا تھا۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ الحکم کے ذریعے جب ہمیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی وفات کی خبر پہنچی تو ہمیں سخت صدمہ ہوا۔ ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے انتخاب کی خبر پڑھ کر دل کو ڈھارس ہوئی اور ہم دونوں نے فوراً حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔“

(الفضل 3مارچ 1948ء)

جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کی خبر مشہور ہوئی تو یو پی کا رہنے والا ایک غیر احمدی جس کا نام حوالدار شیخ محمد تھا۔ آپ کو مخاطب کر کے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا برے الفاظ میں نام لے کر کہنے لگا دیکھو حکم دین! مرزا تو اب فوت ہوگیا ہے، اب تم توبہ کرلو اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ مل جاؤ۔آپ نے اُسے جواب دیا کہ تمھاری مسلمانی اور اخلاق سب پر عیاں ہیں کہ تم کس قسم کے مسلمان ہو۔ اس پر حوالدار سخت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اس نے میری سخت توہین کی ہے میں اس کا کورٹ مارشل کرواؤں گا۔ لوگوں نے آپؓ کو سمجھایا کہ افسر ماتحت معاملہ ہے معافی مانگ لوایسا نہ ہو آپ کو سزا دلوا دے۔ آپؓ نے جواب دیا کہ میں نے اس کا کوئی گناہ نہیں کیا جس پر معافی مانگوں الٹا اس نے میرے مقدس پیشوا کو گالی دے کر مجھے دکھ دیا ہے۔ آپؓ فرماتے تھے کہ اس کے بعد میں نے بڑی عاجزی سے دعا شروع کر دی کہ خدا تعالیٰ مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ایک رات کے اندر اندر یہ نشان دکھایا۔ ہوا یوں کہ حوالدار مذکور بد اخلاق لوگوں کا ہم جلیس تو تھا ہی۔ ایک شخص کسی عورت کو مع زیور اور قیمتی پارچات اغوا کر لایا اور حوالدار مذکور کے پاس آکر اس نے پناہ لی۔ پولیس کو بر وقت پتہ چل گیا اُس نے چھاپہ مارا، اغوا کنندہ تو فرار ہوگیا، مغویہ مع زیور اور پارچات برآمد کر لی گئی۔آپ بیان فرماتے تھے کہ جب پولیس ہم لوگوں کے سامنے حوالدار شیخ محمد کو ہتھکڑی لگا کر لے جانے لگی تو بعض آدمیوں نے مجھے مشورہ دیا کہ اسے جتا دو کہ تم تو میرا کورٹ مارشل کروا رہے تھے مگر دیکھو اب خود جیل جا رہے ہو لیکن میں نے یہ بات کہنا گوارا نہ کیا۔ میرے ضمیر نے کہا یہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توہین کرنے کی سزا تو پا ہی رہا ہے۔ اب میرے طعنے دینے سے اس کو یا مجھے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ پس میں نے اسے کچھ کہنا نامناسب سمجھا بلکہ دوسری طرف ہوگیا تا کہ مجھے دیکھ کر یہ شخص شرمندہ نہ ہو۔

(الفضل 4مارچ 1948ء)

آپ بیان کرتے ہیں کہ میں حضورؑ کے ساتھ متعدد بار سیر کو گیا ہوں۔ یہ حضورؑ کا معمول تھا کہ راستے میں آتے جاتے ٹھہرا کرتے تھے۔

جب کرم دین والا مقدمہ تھا تو گورداسپور حضورؑ تاریخ پر گئے ہوئے تھے تو میں بھی بعد میں گیا، وہاں پہنچ کر بعد السلام علیکم میں حضورؑ کو دبانے لگ گیا تو اس وقت حضورؑ نے میری طرف دیکھا۔ اُس وقت ایک شخص امرتسر کا حضورؑ کو سورۃ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ سنا رہا تھا۔ جب وہ شخص سورۃ ختم کر چکا تو میں نے عرض کی کہ حضور میں اپنے گاؤں میں اکیلا احمدی ہوں تو حضورؑ نے فرمایا کہ مثل مشہور ہے کہ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ پھر حضورؑ نے فرمایا کہ آپ کا گاؤں کون سا ہے؟ میں نے عرض کی حضور! دیالگڑھ۔ پھر حضورؑ نے فرمایا کہ مومن کو خدا اکیلا نہیں چھوڑتا۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 7 صفحہ 268)

بعد ازاں آہستہ آہستہ دیالگڑھ میں 50، 60 افراد کی جماعت قائم ہوگئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی وفات کے تھوڑا عرصہ بعد آپ پنشن لے کر برما سے چلے آئے۔ دیالگڑھ میں آپ اکیلے احمدی تھے۔ کبھی کبھی قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی مجلس اور درس میں شامل ہوا کرتے اور نماز جمعہ اکثر قادیان آکر پڑھتے۔ خلافت ثانیہ کے موقع پر بغیر کسی تردّد کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کر لی۔ آپ اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کو بڑے درد سے تبلیغ کیا کرتے تھے اور جب کوئی غیر احمدی رشتہ دار فوت ہو جاتا تو آپ کو بہت افسوس ہوتا کہ کاش یہ احمدی ہوگیا ہوتا۔

باوجود اس کے کہ دیالگڑھ کے لوگ احمدیت کے سخت مخالف تھے مگر وہ آپ کی سچائی اور دیانت کے اس قدر قائل تھے کہ جب گورنمنٹ نے دیہات میں پنچائتیں قائم کرنے کی تحریک شروع کی تو دیالگڑھ میں باقی تمام امیدواروں کے متعلق لوگوں نے اختلاف کیا اور ایک دوسرے کی خوب مخالفت ہوئی مگر آپ کو گاؤں کے لوگوں نے بالاتفاق ممبر منتخب کر لیا ۔ اسی طرح برادری یا گاؤں کے جھگڑوں میں فریق آپ کے متعلق رضامند ہوجایا کرتے تھے کہ چودھری حکم دین صاحب جو بھی فیصلہ کریں گے وہ ہمیں منظور ہے۔ آپ منکسر المزاج اور بے نفس انسان تھے، کسی بات پر تکرار کرنے یا جھگڑنے سے ہمیشہ گریز کیا کرتے تھے۔

اپریل 1935ء میں کسی معاند نے آپ کے کھیت کو آگ لگادی۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بڑے نقصان سے بچا لیا۔

(الفضل 5مئی 1935ء)

تقسیم ملک کے وقت جب قافلے قادیان سے پاکستان آئے تو آپ بھی ایک ٹرک پر سوار ہوکر آرہے تھے کہ لاہور کے قریب ٹرک کی چھت سے گر کر شدید زخمی ہوگئے جس سے جانبر نہ ہوسکے اور مورخہ 19۔اکتوبر 1947ء کو قریباً 72سال کی عمر میں وفات پائی۔ اماناً لاہور میں دفن کئے گئے۔ آپ کے بیٹے مکرم مولوی محمد اسماعیل دیالگڑھی ان دنوں لکھنؤ میں تھے۔ بعدازاں آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

آپ کی اہلیہ محترمہ نواب بی بی صاحبہ جن کی بیعت کا ذکر اخبار بدر 8جنوری 1904ء صفحہ 9 پر درج ہے۔ انہوں نے 27نومبر 1944ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ آپ کے بیٹے مکرم مولوی محمد اسماعیل دیالگڑھی کو بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق ملی۔

*****

پروفیسر مجید احمد بشیر

قسط 2

استنبول (قسطنطنیہ) کی سیر

717ء میں بنو امیہ کے امیر سلیمان بن عبدالملک نے زیادہ بہتر تیاری کے ساتھ ایک بار پھر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا، لیکن اس کا بھی انجام اچھا نہیں ہوا، اور دو ہزار کے قریب جنگی کشتیوں میں سے صرف پانچ بچ کر واپس آنے میں کامیاب ہو سکیں۔شاید یہی وجہ تھی کہ اس کے بعد چھ صدیوں تک مسلمانوں نے دوبارہ قسطنطنیہ کا رخ نہیں کیا، حتیٰ کہ سلطان محمد فاتح نے بالآخر شہر پر اپنا جھنڈا لہرا دیا۔شہر پر قبضہ جمانے کے بعد سلطان نے اپنا دارالحکومت ادرنہ سے قسطنطنیہ منتقل کر دیا اور خود اپنے لئے قیصرِ روم کا لقب منتخب کیا۔ آنے والے عشروں میں اس شہر نے وہ عروج دیکھا جس نے ایک بار پھر ماضی کی عظمت کی یادیں تازہ کر دیں۔سلطان نے اپنی سلطنت میں حکم نامہ بھیجا: ''وہ جو کوئی چاہے، وہ آ جائے، اسے شہر میں گھر اور باغ ملیں گے۔'' صرف یہی نہیں، اس نے یورپ سے بھی لوگوں کو قسطنطنیہ آنے کی دعوت دی تاکہ شہر پھر سے آباد ہو جائے۔اس کے علاوہ اس نے شہر کے تباہ شدہ بنیادی ڈھانچے کی ازسرِ نو تعمیر کی، پرانی نہروں کی مرمت کی اور نکاسی کا نظام قائم کیا۔ اس نے بڑے پیمانے پر نئی تعمیرات کا سلسلہ بھی شروع کیا جس کی سب سے بڑی مثال توپ کاپی محل اور گرینڈ بازار ہے۔ جلد ہی طرح طرح کے دست کار، کاریگر، تاجر، خطاط، مصور، سنار، اور دوسرے ہنرمند شہر کا رخ کرنے لگے۔سلطان فاتح نے حاجیہ صوفیہ کو چرچ سے مسجد بنا دیا، لیکن انھوں نے شہر کے دوسرے بڑے گرجا ''کلیسائے حواریان'' کو یونانی (Ortho-dox) آرتھوڈاکس فرقے کے پاس ہی رہنے دیا اور یہ فرقہ ایک ادارے کی صورت میں آج بھی قائم و دائم ہے۔سلطان فاتح کے بیٹے سلیم کے دور میں عثمانی سلطنت نے خلافت کا درجہ اختیار کر لیا اور قسطنطنیہ اس کا دارالخلافہ، اور تمام سنی مسلمانوں کا مرکزی شہر قرار پایا۔سلطان فاتح کے پوتے سلیمان عالیشان کے دور میں قسطنطنیہ نے نئی بلندیوں کو چھو لیا۔ یہ وہی سلیمان ہیں جنھیں مشہور ترکی ڈرامے ''میرا سلطان'' میں دکھایا گیا ہے۔ سلیمان عالیشان کی ملکہ خرم سلطان نے مشہور معمار سنان کی خدمات حاصل کیں جس نے ملکہ کے لئے ایک عظیم الشان محل تعمیر کیا۔ سنان کی دوسری مشہور تعمیرات میں سلیمانیہ مسجد، خرم سلطان حمام، خسرو پاشا مسجد، شہزادہ مسجد اور دوسری عمارتیں شامل ہیں۔یورپ پر سقوطِ قسطنطنیہ کا بڑا گہرا اثر ہوا اور وہاں اس سلسلے میں کتابیں اور نظمیں لکھی گئیں اور متعدد پینٹنگز بنائی گئیں اور یہ واقعہ ان کے اجتماعی شعور کا حصہ بن گیا۔یہی وجہ ہے کہ یورپ کبھی اسے بھول نہیں سکا۔ نیٹو کا اہم حصہ ہونے کے باوجود یورپی یونین ترکی کو قبول کرنے لیت و لعل سے کام لیتی ہے جس کی وجوہات صدیوں پرانی ہیں۔یونان میں آج بھی جمعرات کو منحوس دن سمجھا جاتا ہے۔ 29 مئی 1453ء کو جمعرات ہی کا دن تھا۔19ویں قمری تاریخ کے چاند کے غروب ہونے کے ساتھ ہی دنیا کی تاریخ کا ایک باب ختم ہوا اور جب مشرق سے سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی کرکوپورتا دروازے کے اوپر نصب بازنطینی پرچم اتار کر اس کی جگہ عثمانی جھنڈا لہرا دیا گیا۔ایک طرف 27 قبلِ مسیح میں قائم ہونے والی رومن امپائر 1480ء برس تک کسی نہ کسی شکل میں برقرار رہنے کے بعد اپنے انجام کو پہنچی، تو دوسری جانب عثمانی سلطنت نے اپنا نقطۂ عروج چھو لیا اور وہ اگلی چار صدیوں تک تین براعظموں، ایشیا، یورپ اور افریقہ کے حصوں پر بڑی شان سے حکومت کرتی رہی۔1453ء ہی وہ سال ہے جسے قرونِ وسطیٰ (Middle Ages) کا اختتام اور جدید دور کا آغاز بھی سمجھا جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ فتحِ قسطنطنیہ کو فوجی تاریخ کا سنگِ میل بھی قرار دیا جاتا ہے کیوں کہ اس کے بعد بارود کے استعمال اور بڑی توپوں کی گولہ باری کے بعد فصیلیں کسی شہر کے تحفظ کے لیے ناکافی ہو گئیں۔شہر پر ترکوں کے قبضے کے بعد یہاں سے ہزاروں کی تعداد میں یونانی بولنے والے شہری بھاگ کر یورپ اور خاص طور پر اٹلی کے مختلف شہروں میں جا بسے۔ اس وقت یورپ 'تاریک دور' سے گزر رہا تھا اور قدیم یونانی تہذیب سے کٹا ہوا تھا۔ لیکن اس تمام عرصے میں قسطنطنیہ میں یونانی زبان اور ثقافت بڑی حد تک برقرار رہی تھی۔ یہاں پہنچنے والے مہاجروں کے پاس ہیرے جواہرات سے بیش قیمت خزانہ تھا۔ ارسطو، افلاطون، بطلیموس، جالینوس اور دوسرے حکما و علماء کے اصل یونانی زبان کے نسخے۔ان سب نے یورپ میں قدیم یونانی علوم کے احیا میں زبردست کردار ادا کیا اور مورخین کے مطابق انہی کی وجہ سے یورپ میں نشاۃ الثانیہ کا آغاز ہوا جس نے آنے والی صدیوں میں یورپ کو باقی دنیا سے سبقت لینے میں مدد دی جو آج بھی برقرار ہے۔ طویل انحطاط کے بعد بازنطینی سلطنت آخری سانسیں لے رہی تھی اور قسطنطنیہ، جو صدیوں تک دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے مال دار شہر رہا تھا، اب اس کی آبادی سکڑ کر چند ہزار رہ گئی تھی اور شہر کے کئی حصے ویرانی کے سبب ایک دوسرے سے کٹ ہو کر الگ الگ دیہات میں تبدیل ہو گئے تھے۔کہتے ہیں کہ فاتح سلطان نے شہر کی حالتِ زار دیکھ کر شیخ سعدی سے منسوب یہ شعر پڑھا تھا

بوم نوبت میزند بر طارم افراسیاب
پردہ داری میکند در قصر قیصر عنکبوت

(اُلو افراسیاب کے میناروں پر نوبت بجائے جاتا ہے
قیصر کے محل پر مکڑی نے جالے بن لئے ہیں)

مختصراًترکی کا شہر استنبول وہ شہر ہے جو دنیا کی تین عظیم سلطنتوں کا دارالحکومت رہا ہے۔ یہ شہر رومی سلطنت ، بازنطینی سلطنت اور پھر سلطنت عثمانیہ کا دارالحکومت رہ چکا ہے۔ یہ مشرق اور مغرب کا حسین سنگم ہے ، یہ وہ خطہ ہے جہاں ایشیا اور یورپ ملتے ہیں۔ جہاں دو تہذیبوں کا ملاپ ہوتا ہے۔

اس مختصر تاریخ کے بعد اب میں ہماری سیر کی طرف آتا ہوں۔ ہم نے اپنے ٹرپ کو اس طرح پلان کیا تھا کہ تمام اہم تاریخی مقامات کی سیر ہو سکے۔ سفر سے قبل نیٹ پر ٹریول بلاگ اور دوستوں کے مشورہ سے ہم نے تاریخی سلطان احمد (Sul-tanahmed) نامی علاقے میں واقع گرینڈ یاووزہوٹل میں ٹھہرنا پسند کیا اور اس کو بنیاد بنا کراس مہم جوئی میں جُت جانے کی ٹھانی۔ حقیقت میں استنبول کو دیکھنے اور سراہنے کے لئے چار دن کا وقت انتہائی ناکافی تھا۔ صبح 5 بجے کے قریب استنبول پہنچے۔ایئرپورٹ سے ٹیکسی لی ویسے تو استنبول کے ایئرپورٹ سے شہر کی طرف جانے والی بسیں اور میٹرو ٹرینیں ایک سستا اور معیاری ذریعہ آمد و رفت ہیں۔لیکن ساتھ سامان اور سب سے بڑھ کر بیوی کی موجودگی کیونکہ پبلک ٹرانسپورٹ سے اُتر کر 7 سے 8 منٹ چلنا بھی پڑتا ہے اس لئے عافیت اسی میں سمجھی کہ ٹیکسی کروا لی جائے۔ایئرپورٹ کی عمارت کے اندر ہی کئی ایسی ٹرانسپورٹ

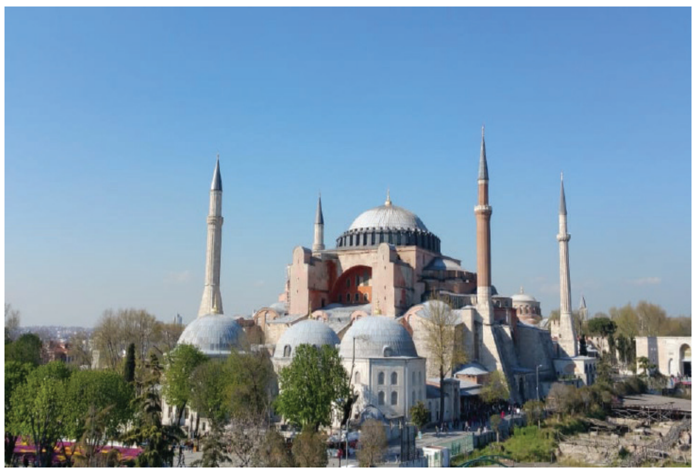

حاجیہ صوفیہ استنبول

کمپنیاں ہیں جن سے ٹیکسی سروس مناسب داموں حاصل کی جا سکتی ہے۔ آپ اُوبر بھی کال کر سکتے ہیں۔ ہوٹل پہنچےتو اندازہ ہوا کہ یہاں کے لوگ انتہائی مہمان نواز ہیں۔ عمومی طور پر ہوٹلز کا چیک اِن 12 بجے کے بعد ہی ہوا کرتا ہے لیکن ہم کسٹم وغیرہ سے فارغ ہو کر تقریباً ساڑھ سات بجے صبح ہوٹل میں تھے۔ خیال تھا کہ سامان لاک روم میں رکھوائیں گے اور سیر کے لئے نکل جائیں گے۔لیکن ہوٹل والوں نے مہربانی کی اور ہمیں کمرہ دے دیا۔ اچھا صاف ستھرا ہوٹل تھا۔کمرے میں سامان رکھا، تھوڑی دیر کمر سیدھی کی اور بغیر وقت ضائع کئے ، ناشتہ کے لئے ہال میں چلے گئے۔بعض جگہوں پر ناشتہ ہوٹل کی طرف سے کمپلیمنٹری ہوتا ہے۔پیٹ بھر کر ناشتہ کیا کہ بھوکے پیٹ تو سیرو تفریح کا مزہ ہی غارت ہو جاتا ہے۔ تازہ دم ہوکر استنبول کی سیر کو چل دیئے۔ یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ عوامی سواری بھی ایک مناسب ذریعہ ہے

شہر کا سیر سپاٹا کرنا ہو تو یہاں پر استنبول کارڈ نامی ایک پاس بڑے کام کی چیز ہے جو کہ ہم نے ہوٹل کے ریسیپشن ڈیسک سے حاصل کر لیا تھا۔ استنبول میں ٹرانسپورٹ کا جدید نظام سرکاری سرپرستی میں چل رہا ہے۔ اس نظام کے تحت میٹرو بسیں، میٹرو ٹرینیں، کشتیاں اور زیر زمیں ریل کاریں مسافروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتی ہیں۔ اگر استنبول میں آپ کا قیام تین چار روز تک کا ہو اور آپ زیادہ جگہیں دیکھنے کے خواہشمند ہوں تو استنبول کارڈ ہی مناسب رہتا ہے۔ کارڈ ہو تو دوسری منزلوں تک پہنچنا خاصا آسان اور سستا ہوجاتاہے۔ یہ ایک پاس(Pass) بھی ہے، جس کی مدد سے آپ پانچ بڑے میوزیمز کو دیکھ سکتے ہیں۔

عمومی طور پر ایسے کارڈ کو کسی بڑی جگہ جیسے ائیر پورٹ یا ٹورسٹ انفارمیشن سینٹر سے خرید لینا ہی بہتر ہوتا ہے۔ اس کے لئے کئی جگہوں پر مشینیں بھی نصب ہیں لیکن زبان کی رکاوٹ کی وجہ سے مشکل بھی پڑتی ہے عام طور پرتُرک انگریزی بولنا پسند نہیں کرتے ۔ آتی بھی ہو تو غُچّہ دے جاتے ہیں مونڈھے مار کر چہرے پر ایسے تا ثرات بکھیرتے ہیں کہ بندہ حیران سا ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ مشینیں بھی آوٹ آف آرڈر ہوجاتی ہیں۔سُلطان احمد استنبول کا ایک بہت ہی معروف علاقہ ہے، یہاں نیلی مسجد اور حاجیہ صوفیہ جیسی تاریخی عمارتیں واقع ہیں۔ ایئر پورٹ سے میٹرو میں بیٹھیں تو آپ کو اِس علاقے تک پہنچنے کے لئے صرف ایک بار ٹرین تبدیل کرنی پڑتی ہے۔ سلطان احمد کے علاقے کو جانے والے ٹرام یا ٹرین ٹی ون ہے، ایئر پورٹ سے میٹرو کے اسٹاپس کا نقشہ دیکھیں تو بخوبی ٹی ون جنکشن کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

بہرحال سفر کی تھکان ایک طرف اور استنبول کی سیر کا شوق اس سے بڑھ کر۔ فوراً سلطان احمد اسکوائر(Sultanahmed Square) کا رخ کیا ۔سلطان احمد نامی اِس علاقے میں تین اہم تاریخی مقامات موجود ہیں، جنھیں لازمی دیکھے جانے والی جگھوں کی فہرست میں شامل کیا جاتا ہے۔

*****

جلسہ سالانہ گیمبیا 2019ء کے موقع پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی

پیارے احبابِ جماعت احمدیہ گیمبیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ 26،27اور 28اپریل 2019ء کو اپنا 43واں جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسے کو برکتوں کے ساتھ نہایت کامیاب بنائے۔ اللہ تعالیٰ سب شاملین کو اس خاص اور منفرد روحانی ماحول سے بے انتہاروحانی فائدے اور برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے کہ اس نے ہمیں اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جسے رسول اللہ ﷺ نے نہایت پیار سے ’’ہمارا مہدی‘‘ کہہ کر پکاراہے۔یہ انداز آپؐ کی بے پناہ محبت اور قربت کو ظاہر کرتا ہے اور یہ مقام آپ نے حضرت مسیح موعود اور امام مہدی کو دیا ہے جنہوں نے آخری زمانہ میں مسلمانوں کو دوبارہ زندہ کرنا تھا اور دنیا میں امن و سلامتی قائم کرنے کے لئے مبعوث ہونا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی توجہ سے ہماری رہنمائی فرمائی ،ہمیں نصائح فرمائیں اور ہم پر شرائط بیعت کو پورا کرنے کی اہمیت واضح کی تاکہ ہم تقویٰ شعار احمدی بن سکیں ۔ آپ کی تعلیمات ہماری روحانی ترقی ، دین کو سمجھنے کی استطاعت کو بڑھانے ،قرآن کریم کی پوشیدہ خوبصورتیوں کو جاننے ، رسول اللہ ﷺ کا حقیقی مقام سمجھنے ، ہمارے عقائد درست کرنے ، ہمارے اخلاق کو پاک کرنے اور اللہ تعالیٰ جو خالق حقیقی ہے اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں ۔ اس خزانے کی موجودگی کے باوجود اگر ہم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں تویہ یقیناً ہماری بدقسمتی ہو گی ۔ اس لیے یہ ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ آپؑ کی تحریروں کو پڑھے،ان پر غور کرے اور ان پر عمل کرے تاکہ وہ اس اعلیٰ روحانی مقام کو حاصل کر سکے جس کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہم سے تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بارہا یہ الہام ہوا ۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل :129)

یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’مجھے یہ وحی بار بار ہوئی ...اور اتنی مرتبہ ہوئی ہے کہ میں گن نہیں سکتا۔ خدا جانے دو ہزار مرتبہ ہوئی ہو اس سے غرض یہی ہے تا جماعت کو معلوم ہو جاوے کہ صرف اس بات پر ہی فریفتہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خشک خیالی ایمان سے راضی ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی معیّت اور نصرت اسی وقت ملے گی جب سچی تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو۔‘‘

اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی روحانی حالت کو اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کر کے بہتر کریں اور مسلسل اپنے رویوں کو بہتر کریں ۔ہم صرف اس بات پر راضی ہو کر نہ بیٹھ جائیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان لیا ہے جن کو اسلام کے دفاع کے لئے اور عزت و وقارکو قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا ۔ آپ سب مثالی احمدی بنیں اور عبادات کے اس معیار تک پہنچنے کی کوشش کریں جس کی توقع ہمارا خدا ہم سے کرتا ہے۔ اپنی روحانی حالت کو بہتر کرنے کے لئے ہمیں اپنی تمام ترطاقتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ مسلسل اور انتھک کوشش کرنے کی ضرورت ہے ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس جلسہ کو کامیابی کے ساتھ بابرکت بنائے اور ہم سب کو شرائط بیعت کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اللہ کرے کہ آپ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے وفادار رہیں اوراللہ آپ کوتقویٰ وطہارت میں اور اسلام اور انسانیت کی خدمت میں بڑھاتا چلا جائے۔اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے ۔

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

جماعت احمدیہ گیمبیا کا 43 واں جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ گیمبیا کو امسال مورخہ 27تا 29،اپریل 2019ء اپنا جلسہ سالانہ بڑی کامیابی سے منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جلسہ مسرور سینئر سیکنڈری سکول میں منعقد ہوا۔

ہمسایہ ممالک سیرالیون ، گنی بساؤ اور سینیگال کے علاوہ یوکے، جرمنی،کینیڈا اور امریکہ سے بھی وفود اس پروگرام میں شامل ہوئے۔

اس سال جلسہ کا مرکزی عنوان ’’رحمۃ للعالمین ﷺ‘‘ تھا۔ اللہ کے فضل سے جلسہ کے تینوں دن تہجد باجماعت کا اہتمام کیا گیا۔نیز درس القرآن اوردرس الحدیث کا بھی انتظام تھا ۔

پہلا دن

جلسہ گاہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لندن سے براہ راست خطبہ جمعہ ایم ٹی اے پر سنا گیا۔ اس ذریعہ سے بکثرت غیر از جماعت احباب نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مبارک چہرہ دیکھا۔ بعد ازاں مقامی خطبہ ادا کیا گیا جس میں خاکسار کو اطاعت نظام جماعت کی اہمیت پر کچھ کہنے کا موقع ملا۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک نمائش بھی لگائی جاتی ہے۔ اس سال نمائش میں حضور انور ایدہ اللہ کی دنیا بھر میں منعقد ہونے والی مختلف تقریبات کو جن میں پارلیمنٹس سے خطابات اور پیس کانفرنسز شامل ہیں تصویری زبان میں پیش کیا گیا تھا۔ نمازِ جمعہ کے بعد مکرم امیر صاحب نے نمائش کا افتتاح کیا۔

دوپہر کے کھانے کے بعدپرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ مکرم امیر صاحب نے جماعتی پرچم اور وزیر اطلاعات و نشریات نے ملکی پرچم لہرایا۔

افتتاحی اجلاس کاآغاز شام 6:00 بجے کے قریب مکرم امیرصاحب کی زیر صدارت ہوا۔ افتتاحی اجلاس میں حضور انور ایدہ للہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام برموقع جلسہ سالانہ گیمبیا بھی پڑھ کر سنایا گیا۔

حضورایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ایمان افروز پیغام کو تین لوکل زبانوں مینڈینکا ، فلا اور ولف میں بھی سنایا گیا۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں حاضرین جلسہ کو خوش آمدید کہا نیز قیام امن کے حوالہ سے آنحضور ﷺ کا اسوہ بیان کیا اور بتایا کہ قیام امن کے حصول کے لیے اسلام کی تعلیم پر عمل کرنا ضروری ہے۔اس کے بعدجن معزز مہمانوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جلسہ سالانہ کی مبارک باد دی ان میں مکرم ابراہیم صلا صاحب (وزیر اطلاعات و نشریات)، مکرم O. J Jallow صاحب (سابق وزیر زراعت)گورنر لوئرریوربجن اور مکرم Bintang Karania, Alfusainey Jarjue صاحب (چیف فونی ایریا) شامل ہیں۔

جلسہ سالانہ میں اس سیشن سے پہلے ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت UDPکے سربراہ اور سابق وائس پریذیڈنٹ Hon. Ousainou Darboe صاحب نے نیشنل اسمبلی کے دیگر ممبران سمیت جلسہ گاہ کا دورہ کیا اور جلسہ سالانہ کے انعقاد پر مکرم امیر صاحب کو مبارکباد دی اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

نو مبائعین کے نمائندے نے بتایا کہ آج نماز جمعہ میں تلاوت قرآن کریم اور خطبہ جمعہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ذکر نے ثابت کیا ہے کہ اصل راستہ احمدیت کا راستہ ہی ہے۔ اور میں خوش ہوں کہ میں نے اس راستہ کو اختیار کیا۔الحمد للہ۔

نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد سوال و جواب کا پروگرام منعقد ہوا۔

دوسرا دن

جلسہ کے دوسرے دن مختلف تربیتی موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر خاکسار نے ’حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بطور رحمۃ للعالمین‘ کے موضوع پر کی۔’احمدیت کیا ہے‘ اس عنوان پر مولانا محمد ظہیر احمد نے روشنی ڈالی۔ بعد ازاں ’حضرت مسیح موعودؑ کا تعلق باللہ اور عشق رسول ﷺ‘ کے موضوع پر استاد ڈمبا باہ صاحب نے روشنی ڈالی ۔ نیز ’خلافت احمدیہ نبوت کے نقش قدم پر‘ پر مکرم ڈاکٹر تنویر احمد صاحب انچارج بصے کلینک نے تقریر کی۔ مکرم عبد الرحمٰن چام صاحب نے ’اکیسویں صدی کے چیلنج اور ان کا حل‘ کے موضوع پر تقریر کی۔

دوسرے دن لجنہ نے اپنا الگ اجلاس کیا۔لجنہ کے اجلاس میں مختلف تربیتی پہلوؤں پر پُر مغز تقاریر ہوئیں ان میں ’نظام خلافت انسانیت کے لیے برکت‘، ’سیرت و سوانح حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا‘،’حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں لجنہ اماء اللہ کی تربیتی ذمہ داریاں‘ اور ’عصر حاضر کی برائیاں اور پاکیزہ زندگی کے طریقے‘ کے عناوین شامل تھے۔ لجنہ کے پہلے سیشن میں گورنر LRR ریجن نے خطاب کیا انہوں نے بتایا کہ وہ پہلی دفعہ جلسے میں آئی ہیں اور اس بات پر بہت خوشی کا اظہار کیا کہ لجنہ اپنا پروگرام علیحدہ منعقد کر رہی ہیں۔اس سیشن میں ہر سال کی طرح امسال بھی تعلیمی میدان میں اعلیٰ کارکردگی حاصل کرنے والی طالبات میں میڈلز اور انعامات بھی تقسیم کیے گئے۔

تیسرا دن

اختتامی سیشن میں مکرم امیر صاحب نے تعلیمی میدان میں اعلیٰ کارکردگی حاصل کرنے والے طلباء میں میڈلز، تعلیمی سرٹیفکیٹس، قرآن کریم کے نسخے اور نقدی پر مشتمل انعامات تقسیم کیے۔ اس سیشن میں مکرم امیر صاحب نے جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانوں کاشکریہ ادا کیا اور احباب جماعت کو جلسہ سالانہ پر کی گئی تقاریر پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ نیز حضور انور اید ہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی پیغام پر عمل کرنے کی طرف احباب جماعت کو خصوصاً توجہ دلائی۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور یوں جلسہ سالانہ دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ سالانہ کو میڈیا نے غیر معمولی کوریج دی۔ نیشنل ٹی وی، سرکاری ریڈیو اور نیشنل اخبار ات میں جلسہ سالانہ گیمبیاکو خصوصی کوریج ملی۔

جلسے میں ڈیوٹی پر آنے والے پولیس افسران ہمیشہ اچھا اثر لے کر جاتے ہیں اور اس کا وہ برملا اظہار بھی کر دیتے ہیں ۔ایک پولیس آفیسر نے کہاکہ جلسہ سے پہلے جو میرے تاثرات تھے وہ جلسہ کے بعد بالکل مختلف ہو چکے ہیں۔ گیمبیا کے ماحول کے لحاظ سے عورتوں اور مردوں کا علیحدہ اجلاس غیر معمولی اثر پیدا کرتا ہے کیونکہ گیمبیا میں مذہبی پروگراموں میں سب اکٹھے شریک ہوتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال جلسہ سالانہ میں 8500 سے زائد مرد و زن نے شرکت کی۔

(رپورٹ: سیّد سعید الحسن شاہ۔ نائب امیر اول و مبلغ انچارج دی گیمبیا)

DAILY ALFAZL LONDON
(Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

دائرہ اسلام

حسن نثار اپنے کالم ’’چوراہا‘‘ میں لکھتے ہیں۔

اتنی آسانی سے تو بچے کا نام سکول سے خارج نہیں ہوتا، جتنی آسانی سے کچھ لوگ دوسروں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیتے ہیں جیسے یہ دین کا نہیں ان کا کوئی ذاتی دائرہ ہو بلکہ اس طرح تو ذاتی دائرے سے بھی خارج نہیں کیا جاسکتا۔ مالک مکان بھی اپنے کرائے دار کو ذاتی مکان سے خارج کرنا چاہے تو ایک لمبے پراسیس سے گزرنا پڑتا ہے لیکن ہمارے ہاں اسلام کے دائرے سے خارج کرنا خارش کرنے سے بھی آسان ہوگیا۔ سرسید سے لے کر اقبال تک اور ان سے بھی پہلے بہت سے لوگ اس کا نشانہ بنے لیکن عجب اتفاق ہے کہ ایسا کرنے والوں کے نام بھی کوئی نہیں جانتا جبکہ جن کے ساتھ یہ ہاتھ ہوتا ہے، تاریخ ان کے ہاتھوں پر بیعت کر لیتی ہے۔

یہ کون لوگ ہوتے ہیں؟ کن بنیادوں، کس استحقاق یا اتھارٹی کے نتیجہ میں یہ کسی بھی کلمہ گو کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے پر تل جاتے ہیں۔ انہیں پبلسٹی کی ضرورت ہوتی ہے یہ لوگوں کی توجہ کے بھوکے ہوتے ہیں یا خود کو باقیوں سے سپریئر مسلمان ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ وجہ جو بھی ہو لیکن کمال یہ ہے کہ کسی کو گھور کر دیکھنا تو قانون کی رو سے جرم ہے لیکن کسی کلمہ گو کو دین کے دائرے سے خارج کرنے کی دھمکی دینا یا اپنے تئیں ایسا کر گزرنا کوئی جرم نہیں تو کیوں؟ کیا ہماری عدالتوں کو اس کا نوٹس نہیں لینا چاہئے؟

یہ سارے سوال میرے دماغ میں اس لئے سرسرا رہے ہیں کہ آج کل میاں نواز شریف بھی فتویٰ مینوفیکچرنگ انڈسٹری کا ٹارگٹ بنے ہوئے ہیں۔ میاں نواز شریف پر ایک سو ایک الزام لگایا جاسکتا ہے لیکن انتہاء درجہ روایتی قسم کے اس مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی دھمکی دینا خود ایک ایسی حرکت ہے جس پر کسی مستند عالم سے فتویٰ لیا جانا چاہئے۔

میاں نواز شریف کے اسلام اور آقاؐ سے اس شخص کی محبت کو مشکوک اور متنازعہ بنانے کی کوشش ان کروڑوں لوگوں کی کردار کشی کے مترادف ہے جنہوں نے دوبار بھاری اکثریت سے اس شخص کو ’’اسلامی‘‘ جمہوریہ پاکستان کا وزیراعظم منتخب کیا۔ اک ایسے گھرانے کا فرد جو گھر بعد میں اور مسجد پہلے بناتا ہے، ایک ایسا شخص جو اس ملک کو ایٹمی طاقت بنانے میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے، جس کی نعت خوانی سماں باندھ دیتی ہے، جو دوسری بڑی سیاسی جماعت کا قائد ہے، جو سعودی حکومت کا مہمان رہ چکا ... اگر یہ بھی اتنی آسانی سے فتویٰ گردی کا شکار ہوسکتا ہے تو اندازہ لگائیں عام آدمی کا حال کیا ہوگا؟ اگر قادیانیوں کی دلجوئی کے لئے انہیں بھائی کہہ دیا تو کون سی قیامت آگئی؟ کیا میاں نواز شریف نے اپنے ان ’’بھائیوں‘‘ کو اپنے والد میاں محمد شریف مرحوم و مغفور کی جائیداد سے حصہ دے دیا ہے؟ یہ ایک انسانی اور سیاسی قسم کی بات تھی جس کا بتنگڑ بنا کر اصل ایشوز سے عوام کی توجہ ہٹانے کی ناکام سی کوشش ہورہی ہے جو انتہائی افسوس ناک ہے اور جس کی مذمت کی جانی چاہئے۔ یہ تو ’’ہائی جیکنگ‘‘ والے الزام سے بھی گیا گزرا اور بوداالزام ہے۔ میاں نواز شریف کو چاہئے کہ اپنی خاطر نہ سہی ... اس روایت کو توڑنے کے لئے ہی ہتک عزت کا دعویٰ کریں کہ اگر معمولی سی بات پر ہتک عزت کے دعوے دائر ہوسکتے ہیں تو ایسی الزام تراشی کا بھی نوٹس لینا چاہئے تاکہ ایسے عناصر کی حوصلہ شکنی ہو جو خواہ مخواہ بغیر کسی بنیاد اور ثبوت کے دوسروں کو دائروں سے خارج قرار دینے کے مشن میں مصروف رہتے ہیں۔

حیرت ہے کہ یہ کس ذات، کس ہستی کی محبت کے دعویدار ہیں۔ آپؐ نے تو طائف کے اوباشوں، بدمعاشوں اور خبیثوں کے پتھر کھا کر بھی ان کی بربادی نہ چاہی اور فرمایا کہ ہوسکتا ہے ان کی اولادوں کو اللہ پاک ہدایت دے دیں (مفہوم)۔ جن لوگوں نے میری یہ نعت پڑھی ہے۔

تیرے ہوتے جنم لیا ہوتا
کوئی مجھ سا نہ دوسرا ہوتا
بیچ طائف بوقت سنگ زنی
تیرے لب پر سجی دعا ہوتا
ہجرتوں میں پڑاؤ ہوتا میں
اور تو کچھ دیر کو رکا ہوتا
کاش احد میں شریک ہو سکتا
اور باقی نہ پھر بچا ہوتا
کسی غزوہ میں زخمی ہو کر میں
تیرے قدموں پہ جا گرا ہوتا

اس طویل نعت کے سبب مجھ سے محبت کرنے والے لاتعداد لوگ نہیں جانتے کہ میں نے آقاؐ کے شہروں میں کبھی سواری استعمال نہیں کی اور جب گیا احد کے کانٹے کھائے اور مٹی چاٹی۔ عرض کرنے اور یہ ’’راز‘‘ شیئر کرنے کا مقصد یہ کہ محمدؐ عربی کی محبت پر کسی کا اجارہ نہیں۔ کون جانے اس پر جمال ہستی کے حوالے سے کون کس حال میں ہے۔ عدلیہ نے ہدایت کی ہے کہ حکومت جھوٹ پکڑنے والی مشینیں منگوا کر تحقیقاتی اداروں کے حوالے کرے تو میری دردمندانہ اپیل ہوگی کہ ان مشینوں کو چوروں، ڈاکوؤں اور لٹیروں کے جھوٹ پکڑنے تک ہی محدود نہ رکھا جائے بلکہ ان کے استعمال کا دائرہ وسیع کرکے انہیں ایسے لوگوں پر بھی استعمال کیا جائے جو معصوم اور سادہ لوح عوام کا مذہبی و جذباتی استحصال کرکے انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نواز شریف جیسے مقبول سیاسی راہنما اور راسخ العقیدہ مسلمان کو بھی معاف نہیں کرتے۔

رخ مصطفیؐ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ نگاہ آئینہ ساز میں نہ دکان آئینہ ساز میں

(روزنامہ جنگ 12 جون 2010ء)

جب مشہور برطانوی بحری جہاز ٹائی ٹینک حادثے کا شکار ہوا تو اس کے آس پاس تین ایسے بحری جہاز موجود تھے جو ٹائی ٹینک کے مسافروں کو بچا سکتے تھے۔

سب سے قریب جو جہاز موجود تھا اسکا نام سیمسن (Sam-son) تھا اور وہ حادثے کے وقت ٹائی ٹینک سے صرف سات میل کی دوری پہ تھا۔ سیمسن کے عملے نے نہ صرف ٹائی ٹینک کے عملے کی طرف سے فائر کئے گئے سفید شعلے (جو کہ انتہائی خطرے کی صورت میں فضا میں فائر کئے جاتے ہیں) دیکھے تھے بلکہ مسافروں کی آہ و بُکا کو سُنا بھی تھا۔ لیکن کیونکہ سیمسن کے عملے کے لوگ غیر قانونی طور پہ انتہائی قیمتی سمندری حیات کا شکار کر رہے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ پکڑے جائیں لٰہذا ٹائی ٹینک کی صورتحال کا اندازہ ہوتے ہی بجائے مدد کرنے کے وہ جہاز کو ٹائی ٹینک کی مخالف سمت میں بہت دور لے گئے۔

یہ جہاز ہم میں سے ان لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے جو اپنی گناہوں بھری زندگی میں اتنے مگن ہو جاتے ہیں کہ ان کے اندر سے انسانیت کا احساس ختم ہو جاتا ہے اور پھر وہ ساری زندگی اپنے گناہوں کو چھپاتے گزار دیتے ہیں۔

دوسرا جہاز جو قریب موجود تھا اس کا نام کیلیفورنین (Californian) تھا جو حادثے کے وقت ٹائی ٹینک سے چودہ میل دور تھا۔ اس جہاز کے کیپٹن نے بھی ٹائی ٹینک کی طرف سے مدد کی پکار کو سنا اور باہر نکل کے سفید شعلے اپنی آنکھوں سے دیکھے لیکن کیونکہ وہ اس وقت برف کی چٹانوں میں گھرا ہوا تھا اور اسے ان چٹانوں کے گرد چکر کاٹ کے ٹائی ٹینک تک پہنچنے میں خاصی مشکل صورتحال سے دو چار ہونا پڑتا لٰہذا کیپٹن نے اس کی بجائے دوبارہ اپنے بستر میں جانا اور صبح روشنی ہونے کا انتظار کرنا مناسب سمجھا۔ صبح جب وہ ٹائی ٹینک کی لوکیشن پہ پہنچا تو ٹائی ٹینک کو سمندر کی تہہ میں پہنچے چار گھنٹے گزر چکے تھے اور ٹائی ٹینک کے کیپٹن ایڈورڈ اسمتھ سمیت 1569افراد موت کے گھاٹ اتر چکے تھے۔

یہ جہاز ہم میں سے ان افراد کی نمائندگی کرتا ہے جو کسی کی مدد کرنے کو اپنی آسانی سے مشروط کر دیتے ہیں اور جب تک حالات حق میں نہ ہوں کسی کی مدد کرنا اپنا فرض نہیں سمجھتے۔

تیسرا جہاز کارپیتھیا (Carpathia) تھا جو ٹائی ٹینک سے 68 میل دور تھا۔ اس جہاز کے کیپٹن نے ریڈیو پہ ٹائی ٹینک کے مسافروں کی چیخ و پکار سنی۔ صورتحال کا اندازہ ہوتے ہی باوجود اس کے کہ یہ ٹائی ٹینک کی مخالف سمت میں جنوب کی طرف جا رہا تھا، اس نے فوراً اپنے جہاز کا رخ موڑا اور برف کی چٹانوں اور خطرناک موسم کی پروا کئے بغیر مدد کے لئے روانہ ہو گیا۔ اگرچہ یہ دور ہونے کے باعث ٹائی ٹینک کے ڈوبنے کے دو گھنٹے بعد لوکیشن پہ پہنچ سکا لیکن یہی وہ جہاز تھا جس نے لائف بوٹس پہ امداد کے منتظر ٹائی ٹینک کے باقی ماندہ 710 مسافروں کو زندہ بچایا تھا اور انہیں بحفاظت نیویارک پہنچا دیا تھا۔ اس جہاز کے کیپٹن کیپٹن آرتھر روسٹرن کو برطانوی نیوی کی تاریخ کے چند بہادر ترین کیپٹنز میں شمار کیا جاتا ہے اور ان کے اس عمل پہ انہیں کئی سماجی اور حکومتی ایوارڈز سے بھی نوازا گیا تھا۔

یاد رکھیئے، ہماری زندگی میں ہمیشہ مشکلات رہتی ہیں، چیلنجز رہتے ہیں، لیکن وہ جو ان مشکلات اور چیلنجز کا سامنا کرتے ہوئے بھی اللہ کی مخلوق کی بھلائی کے لئے کچھ کر جائیں انہیں ہی انسان اور مخلوق یاد رکھتی ہے۔

دعا کیا کریں کہ اللہ کسی کی مدد کی توفیق دے دے کیوں کہ یہ انسانیت کی معراج اور اعلیٰ ترین درجہ ہے۔(آن لائن)